شاہ بلیغ الدین

میزبان

مرو میں ہوتے یا کہیں حج کا زمانہ آتا تو حضرت عبداللہ بن مبارک کے ہاں بڑی گہما گہمی رہتی۔ لوگ اُن کے پاس آتے پوچھتے...... کب تک نکلنے کا ارادہ ہے؟ وقت اور تاریخ معلوم ہو جاتی تو اللہ کے وہ بندے جو حج کو جانا چاہتے روپیہ پیسہ اور کھانے پینے کی چیزیں لا کر ان کے پاس جمع کرواتے۔ یہ ایک پرچے پر ہر ایک کا حساب لکھ کر رکھ لیتے پھر وہ مبارک دن آتا کہ کئی لوگوں کا قافلہ مرو سے حجِ بیت اللہ کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔ عبداللہ بن مبارک میرِ کارواں ہوتے۔ یہ دوسری صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ اس وقت خراسان سے مکّہ معظّمہ جانا ایک بڑا مرحلہ تھا......

حج و زیارت سے فارغ ہو کر سارا کارواں خوشی خوشی لوٹ آتا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک سفر میں ہر ایک کا خیال رکھتے۔ ہر ایک کو کھانے پینے کے لئے اچھے سے اچھا سامان ملتا۔ ذرا تکلیف کسی کو کسی بات کی نہ ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک جب حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپسی کا اِرادہ کرتے تو مکّہ اور مدینے کی بہت سی چیزیں خرید کر اپنے ساتھ رکھتے۔ گھر پہنچتے تو ان میں سے ایک ایک چیز دوستوں، عزیزوں، رشتہ داروں، محلّہ والوں کو بانٹ دیتے۔ خود اپنے لیے کچھ نہ رکھتے۔ وہ یہ چیزیں خریدتے ہی اس لئے تھے کہ تحفتاً دیں۔

آنحضرت صلعم کسی کا تحفہ یا ہدیہ وصول فرماتے تو بہت خوش ہوتے۔ آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ بھی جواب میں تحفہ بھیجتے۔ آپ ﷺ کی طرف سے انہیں بھی ہدیے اور تحفے عنایت ہوتے جو انہیں لوٹانے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ مسلمان ایک دوسرے کو ہدیئے بھیجتے تو آپ ﷺ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوتے۔ ارشاد تھا کہ اس طرح آپس کے تعلقات بہتر اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عالم یہ ہو گیا کہ اور کچھ نہ ہوتا تو شوربہ ہی تحفہ بھیج دیتے۔

سفر سے لوٹتے ہی حضرت عبداللہ بن مبارک وہ پرچے نکالتے جن پر زائرین حرم کا حساب لکھا ہوتا پھر اُن کے مطابق نقد و جنس ایک ایک چیز لوٹا دیتے۔ تمام کی تمام! یہ لوگ کہتے...... ہم نے تو یہ چیزیں آپ کے پاس راستے کے خرچ کے لئے جمع کرائی تھیں۔ ہمیں اپنی ضرورت کی ہر چیز ملتی رہی۔ اب ان کی واپسی کا کیا سوال ہے؟ فرماتے...... نہیں تم سب میرے مہمان تھے۔ تمہاری خدمت کر کے مجھے جو خوشی ہوئی اس کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ...... اگر آپ کو کچھ نہ لینا تھا تو آپ پہلے ہی انکار کر دیتے۔ کسی سے کچھ جمع ہی نہ کرواتے۔ بے وجہ حساب کتاب سے آپ کا بڑا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں فرماتے...... اگر میں ایسا کرنے لگوں تو سفر میں سب کی نظریں جھکی رہیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ مہمان بن کر چلنے سے انکار کر دیں اور حج کا فریضہ ادا کرنے سے محروم ہو جائیں۔ اس لئے یہاں سے قافلہ صرف میرے ہی ساتھ جاتا ہے۔ دوستو! یہ اللہ کی بڑی عنایت ہے کہ اتنے لوگ میرے ساتھ ہو جاتے ہیں اور مجھے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے کا ایک موقع مل جاتا ہے اور اس خوبی سے کہ یہاں لوٹ کے آجانے کے بعد بھی کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ پر بار تھا۔ سلوک کی یہ شان اللہ کے نبی کی سنت ہے۔